۱۴۲

۲۴/۱۲/۳۰ھ
۲/۱/۰۹ء

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۱/۵۰۹

جناب مفتی صاحب

نوشہرہ، پشاور یا دیگر وہ علاقے جہاں آپریشن ہو رہا ہے وہاں اگر کوئی قادیانی اپنا گھر چھوڑ کر بیرون ملک برطانیہ، لندن وغیرہ چلا جائے تو اس کے گھر کو استعمال کرنا کیسا ہے؟ اگر اس گھر کو دینی کاموں کے لیے استعمال کریں تو شرعاً اس کی اجازت ہے یا نہیں؟ مثلاً اس گھر کو مدرسہ، امام مسجد کے لیے رہائش، ضروریات و مصالح مسجد کے لیے استعمال کرنا کیسا ہے؟

بحکم استاذ محترم مفتی محمد یوسف افغانی صاحب زید مجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

قادیانی چونکہ مرتد اور زندیق ہیں اس لیے ان کا حکم یہ ہے کہ ان کا مرد حالتِ ارتداد میں مرگیا یا قتل کر دیا گیا یا دار الاسلام چھوڑ کر دار الحرب چلا گیا اور قاضی نے اس چلے جانے کی وجہ سے اس کی موت کا فیصلہ کر دیا تو اس کا وہ مال اور جائیداد جو اس نے حالتِ ارتداد سے پہلے حالتِ اسلام میں کمائی تھی وہ اس کے مسلمان ورثاء میں تقسیم کی جائیگی، اور اگر اس کے مسلمان ورثاء نہ ہوں یا اس مال کو اس نے حالتِ ارتداد میں کمایا ہو تو اس کی یہ کمائی بیت المال میں جمع کروائی جائے گی اور اگر بیت المال نہ ہو تو اس کا مصرف مساکین ہیں، جن پر صدقہ کر دیا جائے۔

چنانچہ آپ کی ذکر کردہ صورت میں اگر اس کے واپس نہ آنے کا یقین ہو اور بذریعہ عدالت اس کی موت کا فیصلہ کروالیا جائے تو اس کے گھر کو آپ کے ذکر کردہ مصارف میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، بصورتِ دیگر احتراز کرنا ہی بہتر ہے۔

(ويزول ملك المرتد عن أمواله بردّته زوالاً مراعىً،
فإن أسلم عادت على حالها، وإن مات أو قتل على ردّته) أو لحق بدار الحرب وحكم بلحاقه (انتقل ما كان اكتسبه في حال إسلامه إلى ورثته المسلمين) لوجوده قبل ردّته، فيستند الإرث إلى آخر جزء من أجزاء إسلامه، لأن ردّته بمنزلة موته، فيكون توريث المسلم من المسلم (وكان ما اكتسبه في حال ردّته فيئاً) للمسلمين فيوضع في بيت المال، لأن كسبه حال ردّته كسب مباح الدم ليس فيه حق لأحد فكان فيئاً كمال الحربي ......
(وإن لحق بدار الحرب مرتداً وحكم الحاكم بلحاقه عتق مدبروه)

جاری ہے ....

من ثلث ماله .... (وحلّت الديون التي عليه ونقل ما) كان اكتسبه في حال الاسلام إلى ورثته المسلمين) لأنه باللحاق صار من أهل الحرب وهم أموات في حق أحكام المسلمين لانقطاع ولاية الإلزام كما هي منقطعة عن الموتى، فصار كالموت، إلا أنه لا يستقر لحاقه إلا بقضاء القاضي لإحتمال العود إلينا، فلا بد من القضاء وإذا تقرر موته ثبتت الأحكام به وهي ما ذكرناها في الموت الحقيقي (وإن عاد المرتد بعد حكم بلحاقه إلى دار الإسلام مسلماً، فما وجده في يد ورثته من ماله بعينه أخذه).

(اللباب في شرح الكتاب: أحكام المرتد، ٣/٢٠٦-٢٠٨، قديمي)
(كذا في الدر مع الرد: كتاب الجهاد، مطلب جملة من يقتل إذا ارتد، ٦/٢٢٧-٢٨٢، رشيدية)
(كذا في الهندية: كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين ٢/٢٥٤، رشيدية)
(كذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب احكام المرتدين، ٥/٢١٧-٢٢٥، رشيدية) فقط

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه:

محمد راشد ڈسکوی

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية، بكراتشي

٢٥/١٢/٣٠ھ

الجواب صحيح

[signature]

الجواب صحيح

[signature]

٢٨/١٢/٣٠ھ

جامعة فاروقية دار الافتاء شاہ فیصل کالونی نمبر ۴ کراچی (پاکستان)